www.KitaboSunnat.com

PDF Split DEMO : Purchase from www.A-PDF.com to remove the waterma

مادہ	الفاظ اور عنوان	مادہ	الفاظ اور عنوان	مادہ	الفاظ اور عنوان
	گھڑی وقت	بثّ	بَثَّ غم بَثَّ پھیلانا		نیک بخت (ض ۵/۲)
	اٰنیۃ برتن (ض ۴/۴)		اِنْبَثَّ بکھرنا		بِرّ نیکی
	آنِیَ یان (پانی) کھولنا (وقت آنا ۵/۱۶)	بجس	اَنْبَجَسَ چشمہ پھوٹنا	برز	بَرَزَ سامنے آنا۔ نکلنا (ض ۲/۲)
او	آوْ۔ یا	بحث	بَحَثَ کریدنا		بَرَّزَ نکالنا
اوب	اَبَ، اَوَّبَ لوٹنا اَیُّوْبُ (ض ۱/۱)	بحر	بَحْر پانی کے ذخیرے زمین کی اقسام	برزخ	بَرْزَخ آڑ
اود	اٰدَ (یَئُوْدُ) تھکنا۔ بوجھل ہونا		بُحَیرۃ اونٹ	برص	(اَبْرَص کوڑھی (ض ۲/۲)
اول	اٰل والا۔ والے۔ اولاد	بخس	بَخَسَ کم کرنا بَخْس ردی نقصان	برق	بَرْق بجلی استبرق (ریشمی کپڑا (ض ۲/۴)
	اَوَّل پہلا اُوْلیٰ دنیا	بخع	بَخَعَ ہلاک کرنا		اِبْرِیْق لوٹا جگ (ض ۲/۴)
	اَوَّلَ تعبیر بتلانا	بخل	بَخِلَ بخل کرنا۔ خرچ کرنا		بَرِقَ دیکھنا (کیفیت نظر)
اوہ	اَوَّہ نرم ہونا	بدء	بَدَءَ شروع کرنا اَبْدَاَ پہلی بار کرنا	برك	بَارَكَ بڑھانا
اوی	اَوَیٰ (پناہ لینا)، اٰوٰی آباد کرنا	بدر	بَدْر میدان جنگ، بَدَرَ جلدی کرنا		تبارك بابرکت ہونا
اھل	اولاد۔ بیوی۔ گھر۔ مالک۔ والا۔ والے	بدع	پیدا کرنا۔ نیا ہونا	برم	اَبْرَمَ ارادہ کرنا
اید	اَیَّدَ۔ قوت دینا۔ مدد دینا		اِبْتَدَعَ، راہ ڈالنا۔ رائج کرنا۔	برھن	بُرْھَان دلیل
ایك	اَیْکَۃ (ض ۱/۱۰)	بدل	بَدَلَ۔ بدلہ بَدَّلَ بدل دینا	بزغ	بَزَغَ چمکنا
ایم	اَیِّمٌ رانڈ یا رنڈوا (ض ۵/۱)		(تَبَدَّلَ۔ ادل بدل کرنا (۲/۱۰۸)	بسر	بَسَرَ تیوری چڑھانا
این	اَیْنَ کہاں اَیْنَمَا جہاں کہیں		(اِسْتَبْدَلَ تبدیلی چاہنا ۲/۲)	بسّ	بَسَّ چورا چورا ہونا
ایّ	اَیُّ کون کَاَیِّنْ یا کَاَیِّنْ کتنے	بدن	بَدَن جسم۔ بُدْن اونٹ قربانی	بسط	بَسَطَ پھیلانا۔ کھولنا بَسْط
	اَیُّہَ یا اَیُّہَا اے اٰیۃ نشانی		کا جانور		فراخی
	ب	بدو	بَدْو بستی بَدَا آباد ہونا ظاہر ہونا	بسق	بَسَقَ بلند ہونا
ب	بِ ساتھ۔ قسم		اَبْدَا (یُبْدِیْ) ظاہر کرنا	بسل	اَبْسَلَ گروی رکھنا
بابل	شہر کا نام (ض ۱/۲)	بذر	بَذَّرَ فضول خرچی کرنا	بسم	تَبَسَّمَ ہنسنا
بأر	بِئْر کنواں	برء	بَرِءَ پیدا کرنا بَرِیَّۃ خلقت	بشر	بَشَر آدمی
بأس	بَأْس۔ بَاْسَاء تنگدستی۔ جنگ۔		اَبْرَءَ تندرست کرنا بَرَّاَ پاک کرنا		اَبْشَرَ۔ بَشَّرَ خوشخبری دینا مبشرات ۲/۱۰
	سختی۔ عذاب		تَبَرَّاَ بیزار ہونا		بَاشَرَ مجامعت کرنا
	بِئْسَ برا	برج	بُرْج (ج بروج) قلعہ		اِسْتَبْشَرَ خوش ہونا
	اِبْتَئَسَ غمگین ہونا		تَبَرَّجَ دکھلانا	بصر	بَصَرَ آنکھ عقل۔ نگاہ بَصَرَ
بتر	بَتَرَ کاٹنا } ض (۲/۲)	برح	بَرِحَ ہمیشہ کرنا نیز (ض ۲/۲)		دیکھنا اَبْصَرَ دکھلانا۔ روشن کرنا
بتك	بَتَکَ	برد	بَرَدَ ٹھنڈا ہونا (بَرَد اولے)		مُبْصِرَۃً نشانی بَصَّرَ دکھلانا
بتل	بَتَّلَ اور تَبَتَّلَ یکسو ہونا	برّ	بَرّ زمین (خشکی)، بَرّ (ج ابرار)		(اِسْتَبْصَرَ ہوشیار و چالاک ہونا ۲۹/۲۸)

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ہو جانا (م۔ا) اور اقرار عموماً کسی معاملہ یا وعدہ سے متعلق ہوتا ہے جو زمانہ مستقبل سے تعلق رکھتا ہے۔یعنی کسی وعدہ پر ثابت قدم اور قائم رہنا۔ ارشاد باری ہے:

قَالَ ءَ اَقْرَرْتُمْ وَاَخَذْتُمْ عَلٰی ذٰلِکُمْ اِصْرِیْ قَالُوْٓا اَقْرَرْنَا قَالَ فَاشْهَدُوْا وَاَنَا مَعَکُمْ مِّنَ الشّٰهِدِیْنَ۔ (۳/۸۱)	اللہ نے (انبیاء سے عہد لینے کے بعد) پوچھا کیا تم نے اقرار کیا اور اس اقرار پر میرا ذمہ لیا (یعنی مجھے ضامن ٹھہرایا) انہوں نے کہا۔ ہاں! ہم نے اقرار کر لیا (خدا نے) فرمایا کہ تم (اس عہد و پیمان کے) گواہ رہو اور میں بھی تمہارے ساتھ گواہ ہوں۔

۲۔ اِعْتَرَفَ: عَرَفَ کے معنی کسی چیز کو پہچان لینا اور اِعْتَرَفَ بمعنی اپنے جرم کا اقرار کر لینا اور ذلیل و خوار ہونا (م۔ا) گویا مجرم جو اپنے جرم سے بہرحال پہلے ہی واقف اور شناسا ہوتا ہے۔ جب خود اس کا اقرار کرے تو یہ اعتراف کہلاتا ہے اور اس جرم کا تعلق زمانہ گذشتہ سے ہوتا ہے۔ جس کا اس نے اقرار کیا۔

ارشاد باری ہے:

فَاعْتَرَفُوْا بِذَنْۢبِهِمْ فَسُحْقًا لِّاَصْحٰبِ السَّعِیْرِ (۶۷/۱۱)	تو (گنہگار قیامت کو) اپنے گناہوں کا اقرار کر لیں گے۔ سو اہل جہنم کے لیے (خدا کی رحمت سے) دوری ہے۔

۳۔ شَهِدَ: بمعنی گواہی شہادت۔ اور یہ شہادت دو قسم کی ہوتی ہے۔ ایک عینی شہادت دوسرے قلبی شہادت یعنی ایسی حقیقت جس کا انسان کو کلی طور پر یقین ہو اور اس کا قاضی کے سامنے بیان دینا جیسے کلمہ شہادت۔ جو ہر مسلمان گواہی دیتا ہے۔ حالانکہ انہوں نے اللہ کو دیکھا نہیں۔ اور صحابہؓ کے علاوہ دوسرے مسلمانوں نے رسول اللہ کو بھی نہیں دیکھا۔ پھر جب یہی قلبی شہادت اپنی ذات سے متعلق ہو تو اس کا معنی "اقرار کرنا" ہو گا۔ قرآن میں ہے:

قَالُوْا شَهِدْنَا عَلٰٓی اَنْفُسِنَا وَغَرَّتْهُمُ الْحَیٰوةُ الدُّنْیَا (۶/۱۳۰)	وہ کہیں گے۔ پروردگار! ہمیں اپنے گناہوں کا اقرار ہے اور ان لوگوں کو دنیا کی زندگی نے دھوکا میں ڈال رکھا تھا۔

ماحصل: (۱) اقرار، کسی عہد و پیمان پر قائم ہونا اور اس کا تعلق آئندہ سے ہوتا ہے۔

(۲) اعتراف، اپنے جرم کا اقرار کرنا جو زمانہ ماضی میں ہو چکا ہوتا ہے۔

(۳) شَهِدَ: قلبی شہادت یعنی ایسی بات کا اقرار جس کا تعلق اپنی ذات سے ہو۔

اکڑنا کے لیے دیکھیے — اترانا۔

اکسانا کے لیے دیکھیے — ابھارنا۔

۳۰ — اکیلا

کے لیے اَحَد، وَحِید، فَرد اور فُرَادٰی کے الفاظ آتے ہیں۔

۱۔ اَحَد: بمعنی لاثانی۔ بے نظیر (منجد) اس لحاظ سے اس لفظ کا اطلاق صرف ذات باری تعالیٰ ہوتا ہے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

اس آیت میں مندرجہ بالا دونوں مفہوم پائے جاتے ہیں۔

۲- اَبَقَ : کا لفظ غلام کا اپنے مالک کے ہاں سے بھاگ جانے کے لیے مخصوص ہے (مف منجد) خصوصاً جب اسے اپنے مالک کی طرف سے کوئی خطرہ بھی نہ ہو (ف۔ل ۲۱) نیز اس لفظ کا استعمال اپنی ذمہ داریوں سے فرار کی راہ اختیار کرنے پر بھی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِنَّ يُوْنُسَ لَمِنَ الْمُرْسَلِيْنَ۔ اِذْ اَبَقَ اِلَى الْفُلْكِ الْمَشْحُوْنَ (۳۷/۱۴۰) — اور یونسؑ بھی پیغمبروں میں سے تھے جب بھاگ کر بھری ہوئی کشتی میں پہنچے۔

اس آیت میں اَبَقَ کا لفظ یہ سب معنی دے رہا ہے۔

۳- زَهَقَ : کے معنی شکست کھا کر بھاگ کھڑا ہونا ہے (م۔ل) کہتے ہیں زَهَقَتْ نَفْسُهٗ اس کی رُوح نکل گئی۔ یہ لفظ لغت اضداد سے ہے۔ زاھق بمعنی بہت موٹا جانور بھی اور بہت دُبلا اور کمزور بھی (منجد) لہٰذا اَزْهَقَ سے مراد کسی چیز کا شکست کھا کر یا کمزور اور مضمحل ہو کر نکل بھاگنا ہے۔ قرآن میں ہے:

وَقُلْ جَآءَ الْحَقُّ وَزَهَقَ الْبَاطِلُ اِنَّ الْبَاطِلَ كَانَ زَهُوْقًا۔ (۱۷/۸۱) — اور کہہ دو کہ حق آگیا اور باطل نابود ہو گیا۔ بے شک باطل نابود ہونے والا ہے۔ (جالندھریؒ)

اور کہہ آیا سچ اور نکل بھاگا جھوٹ۔ بیشک جھوٹ ہے نکل بھاگنے والا۔ (عثمانیؒ)

۴- هَرَبَ : کسی کا خود پکڑے جانے کے خطرہ کی وجہ سے بھاگنا (ف ل ۲۱) جیسے چور کا چوری کرتے وقت اطلاع ہونے پر بھاگ کھڑا ہونا۔ یا مال چوری لے جانا اور تهريب محصول بچانے اور مُهَرِّب اسمگلر کے معنی میں استعمال ہوتا ہے (قاموس الجدید) قرآن میں ہے:

وَاَنَّا ظَنَنَّآ اَنْ لَّنْ نُّعْجِزَ اللّٰهَ فِي الْاَرْضِ وَلَنْ نُّعْجِزَهٗ هَرَبًا (۷۲/۱۲) — اور یہ کہ ہم نے یقین کر لیا ہے کہ ہم زمین میں (خواہ کہیں ہوں) خدا کو ہرا نہیں سکتے اور نہ بھاگ کر اس کو تھکا سکتے ہیں۔

۵- اِسْتَنْفَرَ : نَفَرَ کے معنی جنگ وغیرہ کے لیے نکلنا، اور اِسْتَنْفَرَ کے معنی کسی چیز سے بدک کر بھاگنے کو کہتے ہیں (مف) قرآن میں ہے:

كَاَنَّهُمْ حُمُرٌ مُّسْتَنْفِرَةٌ فَرَّتْ مِنْ قَسْوَرَةٍ (۷۴/۵۰) — گویا گدھے ہیں کہ بدک جاتے ہیں جو شیر سے ڈر کر بھاگ کھڑے ہوتے ہیں۔

۶- شَرَدَ الْبَعِيْرُ : بمعنی اونٹ بدک کر بھاگ کھڑا ہوا۔ اور شَرَّدَ بمعنی ایسا کام کرنا کہ پھر دوسرے اس جیسا کام نہ کریں (مف) اور بمعنی دھتکارنا ڈرانا بھگانا (منجد) گویا اس کا معنی کسی سے عبرتناک سلوک کر کے دوسروں کو بھگا دینا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

فَاِمَّا تَثْقَفَنَّهُمْ فِي الْحَرْبِ فَشَرِّدْ — اگر تم ان کو لڑائی میں پاؤ تو انہیں ایسی سزا دو کہ جو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

وَمِنْ شَرِّ غَاسِقٍ إِذَا وَقَبَ (۱۱۳/۳) — اور شب تاریکی کی برائی سے (اے اللہ تیری پناہ مانگتا ہوں) جب اس کا اندھیرا چھا جائے۔

۵۔ سَجٰی: سجی اللیل بمعنی رات کا سنسان اور خاموش ہونا۔ اور سَجَّی الْمَیِّتَ۔ میت پر چادر ڈال کر لپیٹنا اور چھپانا۔ سَجِّ مَعَائِبَ أَخِیْکَ بمعنی اپنے بھائی کے عیبوں کو چھپاؤ (منجد) گویا اس لفظ میں چھپانے کا تصور بھی پایا جاتا ہے اور پُرسکون ہونے کا بھی۔ یعنی رات کا اتنا حصہ گزر چکا ہو کہ سب لوگ سو چکے ہوں اور تاریکی بھی پوری طرح چھا چکی ہو۔ قرآن میں ہے:

وَالضُّحٰی وَاللَّيْلِ إِذَا سَجٰی (۹۳/۲) — آفتاب کی روشنی کی قسم اور رات کی تاریکی کی جب چھا جائے۔

۶۔ أَظْلَمَ: ظَلِمَ (ظُلْمًا) اور أَظْلَمَ اللَّيْلُ بمعنی رات کا تاریک ہونا (منجد) اندھیرا چھانا۔ یہ لفظ رات کے ساتھ مخصوص نہیں۔ بلکہ اگر دن کو بادلوں یا کسی دوسری وجہ سے اندھیرا ہو جائے تو اس لفظ کا اطلاق ہو سکتا ہے۔ اور ظُلْمَةٌ بمعنی اندھیرا (ضد نور) (ج ظُلَم اور ظُلُم اور ظُلُمٰت اور ظُلُمَات) (منجد) ارشادِ باری ہے:

يَكَادُ الْبَرْقُ يَخْطَفُ أَبْصَارَهُمْ كُلَّمَا أَضَاءَ لَهُمْ مَشَوْا فِيهِ وَإِذَا أَظْلَمَ عَلَيْهِمْ قَامُوا (۲/۲۰) — قریب ہے کہ بجلی ان کی آنکھوں (بصارت) کو اچک لے جائے۔ جب بجلی چمکتی اور ان پر روشنی ڈالتی ہے تو اس میں چل پڑتے ہیں اور جب اندھیرا ہو جاتا ہے تو کھڑے کے کھڑے رہ جاتے ہیں۔

ماحصل:
(۱) عَسْعَس، صبح یا شام کا دھندلکا
(۲) غَسَق: رات کا ابتدائی حصہ۔
(۳) غَطَش: اتنی تاریکی کہ چیزیں اچھی طرح نظر نہ آئیں۔
(۴) وَقَبَ: جب اشیاء تاریکی میں غائب ہو جائیں۔
(۵) سَجٰی: گئی رات کا سناٹا اور تاریکی۔
(۶) ظُلُمٰت: اندھیرا کے لیے عام لفظ خواہ رات کا ہو یا کسی دوسری وجہ سے۔

۳۔۔۔۔ تازہ

کے لیے طَرِیٌّ، رُطَبٌ، نَضْرَةٌ (نضر) اور نَاعِمَةٌ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ طَرِیّ: بمعنی تروتازہ۔ اس کا استعمال گوشت کے لیے ہوتا ہے (ف۔ل ۵۴) طراوت بمعنی تروتازگی۔ قرآن میں ہے:

وَمِنْ كُلٍّ تَأْكُلُونَ لَحْمًا طَرِيًّا وَتَسْتَخْرِجُونَ حِلْيَةً تَلْبَسُونَهَا (۳۵/۱۲) — اور ہر طرح (کے سمندر میٹھے پانی کا ہو یا کھاری کا) سے تم تازہ گوشت کھاتے ہو۔ اور زیور نکالتے ہو جسے تم پہنتے ہو۔

۲۔ رطب: بمعنی تروتازہ اور اس کی ضد یابس بمعنی خشک شدہ ہے۔ لیکن عرف عام میں رطب

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

معنی ہیں کسی چیز کو پرسکون طریقے سے چھوڑ دینا (مف) ارشادِ باری ہے:

وَدَعْ اَذٰاهُمْ وَتَوَكَّلْ عَلَى اللّٰهِ (۳۳/۴۸) آپ ان کی ایذا کا خیال چھوڑیئے اور اللہ پر توکل کیجیے!

اور وَدَّعَ کے معنی مسافر کو الوداع کہنا یا ہنسی خوشی اور عزت و وقار سے رخصت کرنا ہے (مف) جس میں خود الگ ہونے اور اسے چھوڑ دینے کا پہلو بھی پایا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

مَا وَدَّعَكَ رَبُّكَ وَمَا قَلٰى (۹۳/۳) تیرے پروردگار نے نہ تو آپ کو چھوڑ دیا ہے اور نہ ہی ناراض ہوا ہے۔

۷۔ غَادَرَ: غدر کا لفظ عہد شکنی اور بے وفائی کے لیے مستعمل ہے۔ اور غدار بمعنی بے وفا اور عہد شکن (مف) (منجد) اور غَادَرَ بمعنی کسی چیز میں خلل واقع ہونے کی بنا پر اسے چھوڑ دینا، یا باقی چھوڑنا (مف) قرآن میں ہے:

وَحَشَرْنٰهُمْ فَلَمْ نُغَادِرْ مِنْهُمْ اَحَدًا (۱۸/۴۷) ہم انہیں اکٹھا کریں گے تو ان میں کسی کو بھی باقی نہ چھوڑیں گے۔

یعنی کسی شخص کے اعمال خواہ کیسے ہوں اسے باقی نہیں چھوڑا جائے گا ــــ دوسرے مقام پر ہے:

مَالِ هٰذَا الْكِتٰبِ لَا يُغَادِرُ صَغِيْرَةً وَّلَا كَبِيْرَةً اِلَّآ اَحْصٰهَا (۱۸/۵۰) کیا بات ہے کہ اس کتاب (اعمال نامہ) نے کوئی چھوٹی یا بڑی بات نہیں چھوڑی مگر اس کا ریکارڈ رکھا ہے۔

ماحصل: (۱) تَرَكَ کا استعمال عام ہے۔

(۲) هَجَرَ: تعلقات یا وطن چھوڑنا۔

(۳) عَطَّلَ: کسی کو بیکار چھوڑنا۔

(۴) خَلَّا سَبِيْلًا: کسی کا راستہ چھوڑ دینا گرفت کرنا۔

(۵) يَذَرُ: کسی چیز کو حقیر سمجھ کر چھوڑنا۔

(۶) دَعْ: کسی کو پرسکون طریقے پر چھوڑنا۔

(۷) غَادَرَ: کسی کو کسی خرابی کی بناء پر چھوڑنا۔

۲۷ ــــ چھڑانا

کے لیے قرآن میں فَكَّ، اَنْقَذَ اور اِسْتَنْقَذَ کے الفاظ آئے ہیں۔

۱۔ فَكَّ: بمعنی کسی چیز کو کسی کے قبضہ سے چھڑانا یا آزاد کرانا ہے۔ فك الرّهن کے معنی کسی گروی چیز کو چھڑانا۔ اور فك الاسیر کے معنی کسی جنگی قیدی کو آزاد کرانا ہے (منجد) قرآن میں ہے:

وَمَآ اَدْرٰىكَ مَا الْعَقَبَةُ ۔ فَكُّ رَقَبَةٍ (۹۰/۱۳) اور آپ کیا سمجھے کہ وہ گھاٹی کیا ہے۔ وہ گھاٹی گردن (غلام) کو چھڑانا ہے۔

۲۔ اَنْقَذَ: بمعنی کسی شخص کو کسی مصیبت یا سزا سے چھڑانا، بچانا یا نجات دلانا ہے (مف) ارشادِ باری ہے:

اَفَاَنْتَ تُنْقِذُ مَنْ فِي النَّارِ (۳۹/۱۹) کیا آپ ایسے شخص کو چھڑا سکتے ہیں جو دوزخ میں ہے

اور اِسْتَنْقَذَ کسی چیز کو پوری کوشش اور خواہش سے چھڑانا۔ ارشادِ باری ہے:

وَاِنْ يَّسْلُبْهُمُ الذُّبَابُ شَيْــًٔا لَّا يَسْتَنْقِذُوْهُ مِنْهُ ضَعُفَ الطَّالِبُ اور اگر (معبودانِ باطل پیر و فقیر) سے مکھی اگر کوئی چیز چھین لے جائے تو (کوشش کے باوجود) اسے چھڑا نہیں سکتے

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

داخل کر دینا۔ اور ارشادِ نبوی ہے، کہ ہر بدعت خواہ وہ کتنی ہی اچھی معلوم ہو سراسر گمراہی ہے۔ ارشادِ باری ہے،

وَرَهْبَانِيَّةَ ابْتَدَعُوهَا مَا كَتَبْنَاهَا عَلَيْهِمْ (۵۷/۲۷) — تو انہوں نے خود رہبانیت کی ایک نئی راہ نکال لی جس کا ہم نے انہیں حکم نہیں دیا تھا۔

ماحصل: (۱) سَنَّ، ہر اچھے اور بُرے طریقے کو رواج دینے کے لیے آتا ہے۔ البتہ شرعی اصطلاح میں سنۃ سے مراد صرف رسول اللہ ﷺ کے اعمال و فرامین ہیں۔

(۲) شَرَعَ: اللہ تعالیٰ کا بندوں کے لیے پیغمبر کے ذریعہ واضح اور متعین راہ مقرر کرنا۔ آدمؑ سے حضرت محمد ﷺ تک اس میں تبدیلی ہوتی رہی مگر اب دین کا یہ حصہ بھی غیر متبدل ہے کیونکہ آپ خاتم النبیین تھے اور دین بھی آپ پر مکمل کر دیا گیا۔

۳۔ اِبْتَدَعَ: کسی رسم یا طریقہ کو شریعت کا حصہ سمجھ کر اس میں داخل کر دینا جس کا شریعت میں کوئی ثبوت نہ ہو۔

۵ ــــ راضی کرنا ــــ ہونا

کے لیے رَضِيَ، طَوَّعَ اور اَعْتَبَ کے الفاظ قرآن میں آئے ہیں۔

۱۔ رَضِيَ: معروف لفظ ہے یعنی کسی سے راضی ہونا، خوش ہونا، پسندیدگی یا اس کا اظہار کرنا۔ ارشادِ باری ہے،

رَضِيَ اللّٰهُ عَنْهُمْ وَرَضُوا عَنْهُ (۹/۱۰۰، ۹۸/۸) — اللہ تعالیٰ ان (صحابہ کرامؓ) سے راضی ہوا اور وہ اللہ تعالیٰ سے راضی ہوئے۔

۲۔ طَوَّعَ: اَطَاعَ بمعنی دل کی خوشی سے حکم بجالانا۔ اور طَوَّعَ بمعنی کسی مکروہ کام پر اپنے دل کو بہ تکلف رضامند کر لینا (مف) ارشادِ باری ہے:

فَطَوَّعَتْ لَهُ نَفْسُهُ قَتْلَ اَخِيْهِ (۵/۳۰) — تو اس کے نفس نے اس (قابیل) کو اپنے بھائی کے قتل پر رضامند کر ہی لیا۔

۳۔ اَعْتَبَ: عتب بمعنی کسی کو ملامت کرنا، ناراض ہونا۔ اور اَعْتَبَ بمعنی سببِ ناراضگی کو دور کرنا — روٹھے کو منانا (لغت اضداد) اور عِتَاب بمعنی دوستی اور ہمدردی کے تعلقات ضائع کرنے پر خفگی کا اظہار (فق ل ۲۹) ارشادِ باری ہے،

وَاِنْ يَّسْتَعْتِبُوْا فَمَا هُمْ مِّنَ الْمُعْتَبِيْنَ (۴۱/۲۴) — اور اگر وہ منانا چاہیں تو وہ منائے نہ جائیں گے۔ (عثمانیؒ)

ماحصل: (۱) رَضِيَ: راضی ہونا۔ خوش ہونا۔ عام لفظ ہے۔

(۲) طَوَّعَ: کسی بُرے کام پر بہ تکلف رضامند کرنا۔

(۳) اَعْتَبَ: روٹھے ہوئے کو راضی کرنے کی نیت سے شکوہ و شکایت کرنا۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۳۔ بأس : (بأس یا بؤس) اس کے معنوں میں تنگی اور سختی کا تصور پایا جاتا ہے (م ل) قرآن میں یہ لفظ جنگ، عذاب اور آفت تین معنوں میں استعمال ہوا ہے۔ اور ان تینوں میں تنگی اور سختی کا تصور موجود ہے۔ اگر یہ عذاب یا سزا کے معنوں میں استعمال ہوگا تو وہ عذاب سخت ہی کے معنوں میں آئے گا۔ ارشادِ باری ہے:

فَلَوْلَآ اِذْ جَاۗءَهُمْ بَاْسُنَا تَضَرَّعُوْا (۶/۴۳) پھر جب ان پر ہمارا عذاب آیا تو وہ کیوں نہ گڑگڑائے۔

۴۔ نَکِیر: (نکرہ کی ضد معرفہ ہے) بمعنی اجنبیا پن۔ اجنبیت اور نُکر بمعنی ناگوار۔ نازیبا اور نامعقول چیز اور مُنکَر ایسے کام کو کہتے ہیں جس میں اللہ تعالیٰ کی رضامندی نہ ہو۔ اور نکر الامر بمعنی کسی کام کا سخت دشوار ہو جانا (م ل) اور نَکِیر ناگوار چیز، انکار اور عذاب سب معنوں میں آتا ہے جب اس کا معنی عذاب ہوگا تو اس سے مراد ایسا ناگوار عذاب ہوگا جو غیر متوقع طور پر واقع ہو۔ ارشادِ باری ہے:

وَكُذِّبَ مُوْسٰى فَاَمْلَيْتُ لِلْكٰفِرِيْنَ ثُمَّ اَخَذْتُهُمْ فَكَيْفَ كَانَ نَكِيْرِ (۲۲/۴۴) اور موسیٰ جھٹلائے گئے لیکن میں کافروں کو مہلت دیتا رہا۔ پھر ان کو پکڑ لیا تو دیکھ لو کہ میرا عذاب کیسا سخت تھا۔

۵۔ نَکَال: نَکل بمعنی لوہے کا کڑیالہ۔ لگام (م ق) مہار اور ہر وہ چیز جس کے استعمال میں کسی کو چلنے سے پابند اور مجبور کر دیا جائے۔ اس کی جمع انکال ہے۔ اور نَکّل بمعنی کسی کو بیڑیاں پہنانا اور بمعنی کسی کو عبرت ناک سزا دینا ہے۔ اور نکال بمعنی ایسی عبرتناک سزا جسے دیکھ کر دوسرے عبرت حاصل کریں (مف م ق) ارشادِ باری ہے:

اَلسَّارِقُ وَالسَّارِقَةُ فَاقْطَعُوْٓا اَيْدِيَهُمَا جَزَاۗءًۢ بِمَا كَسَبَا نَكَالًا مِّنَ اللّٰهِ (۵/۳۸) چور مرد اور چور عورت دونوں کے ہاتھ کاٹ دو یہ ان کے کیے کا بدلہ ہے اور اللہ کی طرف سے عبرتناک سزا ہے۔

۶۔ وَبَال: وَبل میں ثقل اور سختی کا تصور پایا جاتا ہے۔ اَلْوَبْلُ اور اَلْوَابِلُ ایسی بارش کو کہتے ہیں جو موٹی اور بھاری بوندوں والی ہو (مف) اور وبل بالعصا بمعنی عصا سے مارا اور متواتر مارا۔ اور وبیل کپڑا دھونے کے ڈنڈے کو کہتے ہیں (م ق) اور وَبَال ایسی سزا یا بدلہ ہے جو سخت بھی ہو اور زیادہ بھی۔ قرآن میں ہے:

اَلَمْ يَاْتِكُمْ نَبَؤُا الَّذِيْنَ كَفَرُوْا مِنْ قَبْلُ فَذَاقُوْا وَبَالَ اَمْرِهِمْ وَلَهُمْ عَذَابٌ اَلِيْمٌ (۶۴/۵) کیا تمہیں اپنے سے پہلے کے کافروں کی خبر نہیں پہنچی۔ انہوں نے اپنے کاموں کا مزہ چکھ لیا۔ اور (ابھی) دکھ دینے والا عذاب (اور ہونا) ہے۔

۷۔ مَثُلٰت: مَثَل بمعنی (۱) ایک چیز کا اس کی نظیر سے مقابلہ کرنا (۲) وہ نمونہ جس کے مطابق کوئی چیز

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

ماحصل: (۱) حُفْرَۃ: گڑھا۔ عام لفظ۔
(۲) جُرُف: ندی، نہر یا دریا کا کنارا جسے پانی نے نیچے سے مٹی بہا کر کھوکھلا کر دیا ہو۔
(۳) اُخْدُوْد: خندق۔ کھائی۔ خود کھودا ہوا مستطیل اور گہرا گڑھا۔
(۴) غَائِط: پست زمین۔ کنایۃً قضائے حاجت کی جگہ۔

۱۰۔۔۔۔۔ گزرنا

کے لیے سَبَقَ، خَلَا، سَلَفَ، مَرَّ، مَضٰی اور اِنْسَلَخَ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱۔ سَبَقَ: بمعنی دوسرے کو پیچھے چھوڑ کر خود آگے نکل جانا۔ بڑھ جانا (مف۔م ق) گویا سبق ضرور اپنے مسبوق کا مقتضی ہوتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

رَبَّنَا اغْفِرْ لَنَا وَلِاِخْوَانِنَا الَّذِیْنَ سَبَقُوْنَا بِالْاِیْمَانِ (۵۹/۱۰) — اے ہمارے پروردگار! ہمارے گناہ بھی معاف فرما اور ہمارے ان بھائیوں کے بھی جو ہم سے پہلے ایمان لائے۔

اور جب یہ گزرنا کے معنوں میں آئے تو اس کا معنی "پہلے گزرنا" ہوگا۔ یعنی اس کے بعد بھی کئی چیزیں گزر چکی یا گزری ہیں۔ ارشادِ باری ہے:

کَذٰلِكَ نَقُصُّ عَلَیْكَ مِنْ اَنْۢبَآءِ مَا قَدْ سَبَقَ (۲۰/۹۹) — اس طرح ہم تم سے وہ خبریں (حالات) بیان کرتے ہیں جو پہلے گزر چکے ہیں۔

۲۔ خَلَا: بمعنی خالی ہونا۔ ایک چیز کا دوسری سے جدا ہونا (م۔ل) اس حال میں گزر جانا کہ کسی نے مزاحمت نہ کی ہو۔ زمان و مکان دونوں کے لیے آتا ہے (مف) اور خَلّٰی بمعنی خالی کر دینا۔ قرآن میں ہے، فَخَلُّوْا سَبِیْلَهُمْ (۹/۵) یعنی ان کا راستہ خالی کر دو۔ راستہ سے پرے ہٹ جاؤ اور انھیں جانے دو یا راستہ چھوڑ دو اور مزاحمت نہ کرو۔ اور خَلَاء خالی مکان کو بھی کہتے ہیں اور زمین و آسمان کے درمیان خالی جگہ کو بھی۔ گویا خلا میں کسی چیز کے گزر جانے کے ساتھ جگہ یا وقت کے خالی ہونے کا تصور بھی پایا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

تِلْكَ اُمَّةٌ قَدْ خَلَتْ لَهَا مَا كَسَبَتْ۔ (۲/۱۴۱) — وہ ایک امت تھی جو گزر گئی، اسے وہی کچھ ملے گا جو اس نے کمایا۔

۳۔ سَلَفَ: بمعنی آگے بڑھنا۔ اور سَلَفَ الْقَوْمُ بمعنی قوم سے آگے نکلنا (منجد) اور سَلَف بمعنی متقدم یعنی پہلے گزر جانے والا (مف) اور اس کی ضد خَلَف ہے اور جمع اَسْلَاف اور اَسْلَاف بمعنی گزرے ہوئے نیک آباؤ اجداد۔ اور سَلَفِی وہ شخص جو اُن سے تعلق رکھنا پسند کرے۔ اور خَلْف بمعنی پیچھے آنے والے نالائق جانشین گویا سَلَفَ جب گزرنا کے معنوں میں آئے تو اس میں بعد میں آنے والی نسلوں یا اسی جیسے آنے والے واقعات کا تصور پایا جاتا ہے۔ ارشادِ باری ہے:

وَاَنْ تَجْمَعُوْا بَیْنَ الْاُخْتَیْنِ اِلَّا مَا — اور یہ کہ تم دو بہنوں کو بیک وقت اکٹھا نکاح میں رکھو

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

۱- جَاھِلٌ (ضد عَالِم) بے علم۔ ناواقف جَھْلٌ بمعنی انسان کا ذہن علم سے خالی ہونا۔ اس کی وجہ خواہ کچھ ہو (مف) یہ لفظ عام ہے۔ قرآن میں ہے؛

يَحْسَبُهُمُ الْجَاهِلُ أَغْنِيَاءَ مِنَ التَّعَفُّفِ (۲/۲۷۳) — ان کے مانگنے سے پرہیز کی وجہ سے ناواقف آدمی انھیں غنی خیال کرتا ہے۔

۲- سُفَهَاء: (واحد سَفِيْه) سَفَه ضد حِلم بمعنی (۱) کم عقل اور (۲) پست اخلاق والا ہونا (م-ل) اور سَفِيْه یعنی ایسا جاہل جو عقل کی کمی کی وجہ سے کچھ سیکھنے یا علم حاصل کرنے سے قاصر رہے۔ اور اخلاق کا بھی پست ہو۔ یعنی نہ جاننے یا سمجھنے کے باوجود اعتراض کرنا اس کا شعار ہو۔ عدیم الحلم (م-ق) احمق۔ ارشادِ باری ہے؛

سَيَقُولُ السُّفَهَاءُ مِنَ النَّاسِ مَا وَلَّاهُمْ عَنْ قِبْلَتِهِمُ الَّتِي كَانُوا عَلَيْهَا (۲/۱۴۲) — اب احمق لوگ کہیں گے کہ مسلمان جس قبلے پر (پہلے سے چلے آتے) تھے اب اس سے کیوں منہ پھیر بیٹھے۔

ناراض کرنا ــــ دیکھیے "غصّہ دلانا"

۵ ــــ ناراضگی

کے لیے سَخَط، ضِغْن اور غِلّ کے الفاظ قرآن کریم میں آئے ہیں۔

۱- سَخَط: بمعنی نارضامندی۔ ناپسندیدگی (ضد رضوان بمعنی رضامندی اور خوشنودی) اور سخط بمعنی مرضی کے خلاف کام پر ناخوش ہونا۔ خفا ہونا۔ ارشادِ باری ہے؛

فَإِنْ أُعْطُوا مِنْهَا رَضُوا وَإِنْ لَمْ يُعْطَوْا مِنْهَا إِذَا هُمْ يَسْخَطُونَ (۹/۵۸) — اگر اس (مال) میں سے انھیں (خاطرخواہ) مل جائے تو خوش ہو جاتے ہیں اور اگر (اس قدر) نہ ملے تو جھٹ خفا ہو جاتے ہیں۔

۲- ضِغْن: بمعنی حِقْد یا کینہ (منجد) یعنی ایسی ناراضگی جس کو انسان دل سے نہ نکالے۔ ارشادِ باری ہے؛

أَمْ حَسِبَ الَّذِينَ فِي قُلُوبِهِمْ مَرَضٌ أَنْ لَنْ يُخْرِجَ اللَّهُ أَضْغَانَهُمْ (۴۷/۲۹) — کیا وہ لوگ جن کے دلوں میں مرض ہے یہ خیال کیے ہوئے ہیں کہ خدا ان کے کینوں کو ظاہر نہیں کرے گا؟

۳- غِلّ: بمعنی (۱) کینہ کی شدت، بیر۔ پوشیدہ دشمنی (مف) اور غَلّ بمعنی (۲) چوری اور خیانت کرنا۔ خفیہ طور پر کسی چیز کو اٹھا کر اپنے اسباب میں رکھ لینا (م-ق) اور غِلّ بمعنی کینہ۔ کھوٹ (منجد) ارشادِ باری ہے؛

وَنَزَعْنَا مَا فِي صُدُورِهِمْ مِنْ غِلٍّ (۷/۴۳) — اور جو کینے ان کے دلوں میں ہوں گے ہم سب نکال ڈالیں گے۔

ماحصل: (۱) سخط: ناراضگی ــــ (۲) ضِغن: ایسی ناراضگی جو کوئی دل میں چھپائے رکھے۔
(۳) غِلّ: ناراضگی جو دشمنی کی حد تک پہنچ جائے اور دل میں چھپائی جائے۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ

www.KitaboSunnat.com

کی دو قسمیں ہیں مستتر اور بارز۔ مستتر وُہ ہے جو فعل اور اس کے مختلف صیغوں سے از خود ہی سمجھی جاتی ہے۔ جیسے قَالَ میں ضمیر واحد مذکر غائب اور قُلْنَ میں ضمیر جمع مؤنث غائب ضمیر مستتر ہے۔ اور بارز وُہ ہے جو الفاظ سے ظاہر ہو۔ پھر بارز کی بھی دو قسمیں ہیں متصل اور منفصل متصل وُہ ہے جو لفظ کے ساتھ ہی لکھی جاتی ہے۔ جیسے کِتَابُكَ لَهُمَا، بِهِمْ وغیرہ۔ اور منفصل وُہ ہے جو علیحدہ لفظ کی صورت میں ہوتی ہے۔ جیسے هُوَ۔ هُمَا۔ هُمْ تا اَنَا۔ نَحْنُ۔ ضمائر منفصلہ رفعی حالت میں استعمال ہوتی ہیں۔ اور متصلہ جری اور نصبی حالت میں۔ نصبی حالت میں کلام میں مزید زور اور حصر پیدا کرنے کے لیے ان ضمائر پر لفظ اِیَّا کا اضافہ کیا جاتا ہے۔ جیسے اِیَّاهُ بمعنی اسی ایک مرد کو۔ جیسے قرآن میں ہے:

اِيَّاكَ نَعْبُدُ وَاِيَّاكَ نَسْتَعِيْنُ (۱/۴) صرف تیری ہی ہم عبادت کرتے اور صرف تجھی سے مدد چاہتے ہیں۔

مزید تفصیل کے لیے کسی گرامر کی کتاب کی طرف رجوع فرمائیے!

۱۴ ــــــ اسم اشارہ

اصل میں تو اسمائے اشارہ ذَا اور ذَانِ وغیرہ ہیں۔ انہیں لفظوں کے ابتدا میں هَا اور آخر میں كَ یا لكَ لگا کر اسم اشارہ قریب اور اشارہ بعید بنا لیے گئے ہیں۔ اشارہ قریب کے لیے هٰذَا مستعمل ہے۔ تثنیہ کے لیے هٰذَانِ اور هٰذَيْنِ اور جمع کے لیے هٰٓؤُلَآءِ آتے ہیں۔ ان کی مثالیں دیکھیے:

۱۔ اشارہ قریب:

واحد مذکر۔ اَرَءَيْتَكَ هٰذَا الَّذِىْ كَرَّمْتَ عَلَىَّ (۱۷/۶۲) دیکھ تو یہی وُہ ہے جس کو تو نے مجھ پر فضیلت دی ہے۔

تثنیہ مذکر۔ اِنْ هٰذَانِ لَسَاحِرَانِ (۲۰/۶۳) کہ یہ دونوں جادوگر ہیں۔

جمع مذکر۔ لَقَدْ عَلِمْتَ مَا هٰٓؤُلَآءِ يَنْطِقُوْنَ (۲۱/۶۵) (اے ابراہیم!) تم جانتے ہی ہو کہ یہ (بت) بولتے نہیں۔

اور هٰذَا سے مونث هٰذِهٖ، هٰذَانِ اور هٰذَيْنِ سے هَاتَانِ اور هَاتَيْنِ اور جمع مذکر و مونث ہر صورت میں هٰٓؤُلَآءِ ہی آتی ہے۔ مثلاً:

اشارہ قریب: ــــ واحد مونث هٰذِهِ النَّارُ الَّتِىْ كُنْتُمْ بِهَا تُكَذِّبُوْنَ (۵۲/۱۴) یہی وُہ جہنم ہے جسے تم جھٹلاتے تھے!

۲۔ اشارہ بعید: واحد مذکر کے لیے ذَاكَ اور ذٰلِكَ، تثنیہ کے لیے ذَانِكَ اور ذَيْنِكَ اور جمع مذکر کے لیے اُولٰٓئِكَ آتا ہے۔ پھر جو چیز مرتبہ کے اعتبار سے بلند ہو، وُہ قریب ہو تب بھی اس کے لیے ذٰلِكَ استعمال ہو سکتا ہے (مف) مثلاً:

(۱) ذٰلِكَ الْكِتٰبُ لَا رَيْبَ فِيْهِ (۲/۲) یہ کتاب (قرآن مجید) اس میں کوئی شک نہیں۔

(۲) فَذٰنِكَ بُرْهَانٰنِ مِنْ رَّبِّكَ (۲۸/۳۲) یہ دو دلیلیں تمہارے پروردگار کی طرف سے ہیں۔

(۳) اُولٰٓئِكَ عَلٰى هُدًى مِّنْ رَّبِّهِمْ (۲/۵) وُہی لوگ اپنے پروردگار کی طرف سے ہدایت پر ہیں۔

محکمہ دلائل وبراہین سے مزین متنوع ومنفرد کتب پر مشتمل مفت آن لائن مکتبہ